سوال

(60)حج بدل کرنے والا صرف وارث ہو؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید نصاب تھا اور اس پر حج فرض تھا اور وہ مرگیا اب اس کا لڑکا عمرو موجود ہے اور وہ بھی اہل نصاب سے ہے اور عمرو پر بھی حج فرض ہے لیکن اس نے ابھی حج نہیں کیا ہے۔ اب عمرو چاہتا ہے کہ کسی آدمی کو بھیج کر اپنے والد کا حج بدل کرادے۔ جس کو بھیجے گا وہ حاجی ہے لیکن زید کا وارث نہیں ہے۔ تو عمرو کے والد کا حج بدل کے لئے نہ جائے اس کا حج بدل نہیں ہوگا وارث کا ہونا ضروری ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسؤلہ میں زید متوفی کی طرف سے بدل ادا ہوجائے گا۔حج بدل ادا کرنے کے لئے وارث کا ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے :

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنهُما، أَنَّ امرَأَةً مِن جُهَينَةَ، جاءَت إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَقالَت : إِنَّ أُمّى نَذَرَت أَن تَحُجَّ فَلَم تَحُجَّ حَتَّى ماتَت، أَفَأَحُجُّ عَنها؟ قالَ : « نَعَم حُجّى عَنها، أَرَأَيتِ لَو كانَ عَلَى أُمِّكِ دَينٌ أَكُنتِ قاضِيَةً؟ اقضُوا اللَّهَ فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالوَفاءِ» رواہ البخاری والنسائی بمعناہ وفی روایۃ لاحمد والبخاری :بنحورلک وفیہا : جاء رجل فقال : ان اختی نذرت أن تحج (المنتقى لابن تيميه)

اس حدیث سی مسائل استنباط کرتی ہوئی امام شوکانی لکھتے ہیں :

فیه دلیل ایضا عل اجزاء الحج عن المیت من والود وکذلک من غیره یدل ذلک قوله اقضوا الله فالله أحق بالوفاء (نیل الاوطار167/4)جس حدیث میں کسی مرد کا اپنی بہن کے متعلق سوال کرنے کا ذکر ہے اس سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ صاحب المنتقی میں لکھتے ہیں : وهو یدل علی صحة الحج عن المیت من الوارث وغیره حیث لم یستفضله أوارث هو أم لا؟ وشبه بالدین

امام شوکانی اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں : وَقَد استَدَلَّ المُصَنِّفُ بِهَذِهِ الرِّوايَةِ عَلَى صِحَّةِ الحَجِّ مِن غَيرِ الوارِثِ لِعَدَمِ استِفصالِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ - لِلأَخِ هَل هُوَ وارِثٌ أَو لا؟ وَتَركُ الِاستِفصالِ فِي مَقامِ الِاحتِمالِ يَنزِلُ مَنزِلَةَ العُمُومِ فِي المَقالِ كَما تَقَرَّرَ فِي الأُصُولِ. (نیل الاوطار:167/4)

حدیث اول کے ذیل میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : (وَفِيهِ أَنَّ مَن ماتَ وَعَلَيهِ حَجٌّ وَجَبَ عَلَى وَلِيِّهِ أَن يُجَهِّزَ مَن يَحُجُّ عَنهُ مِن رَأسِ مالِهِ كَما أَنَّ عَلَيهِ قَضاءَ دُيُونِهِ فَقَد أَجمَعُوا عَلَى أَنَّ دَينَ الآدَمِيِّ مِن رَأسِ المالِ فَكَذَلِكَ ما شُبِّهَ بِهِ فِي القَضاءِ)فتح الباری 52/4طبع مصر

امام نووی فرماتے ہیں : واتفق أصحابنا علی جواز الحج عن المیت ویجب عن استقرارہ علیہ سواء اوصی بہ أم لا ویستوی فیہ الوارث والأجنبی کالدین (مجموع شرح المہذب 98/7)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں : فَإِن كَانَ عَلَى أَحَدِهِمَا حَجُّ الْفَرْضِ ، فَإِمَّا أَن يَكُونَ أَوْصَى بِهِ أَوْ لَا ، فَإِن أَوْصَى بِهِ فَتَبَرَّعَ الْوَارِثُ عَنْهُ بِمَالِ نَفْسِهِ لَا يَسْقُطُ عَنِ الْمُوَرِّثِ ، وَإِن لَمْ يُوصِ فَتَبَرَّعَ عَنْهُ بِالْإِحْجَاجِ أَوْ الْحَجِّ بِنَفْسِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يُجْزِيهِ إن شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى «لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - لِلْخَثْعَمِيَّةِ أَرَأَيْت لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيك دَيْنٌ» الْحَدِيثَ ، شَبَّهَهُ بِدَيْنِ الْعِبَادِ وَفِيهِ أَنَّهُ لَوْ قَضَى الْوَارِثُ مِنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ يُجْزِيهِ فَلِهَذَا وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْآثَارِ الدَّالَّةِ عَلَى أَنَّ تَبَرُّعَ الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ مُعْتَبَرٌ شَرْعًا (فتح القدیر 20/3 طبع مصر)

واضح رہے کہ محدثین اورائمہ کے اوپر نقل کئے ہوئے جن اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے غیر وارث بھی حج بدل کر سکتا ہے ان کا منشا یہ ہے کہ غیر وارث اگر اپنی طرف سے یہ حج کرے تب بھی ادا ہوجائے گا بھلا جس صورت میں اس کو کوئی وارث بھیجے اس کے ادا ہوتے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے ۔

جولوگ وارث کی تخصیص کرتے ہیں معلوم نہیں ان کے پاس کیا دلیل ہے ۔ ہاں صاحب فتح العلام اور نواب صدیق حسن خان نے قرابت دار کی ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ جن جن حدیثوں میں حج بدل کا سوال وجواب مذکور ہے وہ سب قربت داروں کے متعلق ہیں لیکن مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں اس دلیل کی کمزوری ظاہر ہے اس لئے مورد کے خاص ہونے سے حکم کا خاص ہونا لازم نہیں آتا فان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب کما تقرر فی لأصول فافہم واللہ اعلم بالصواب ۔ مکتوب

پیش لفظ

یہ حقیقت ہر پڑھے لکھے مسلمان کو معلوم ہے کہ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے ۔ اور جو بالغ مسلمان مرد یا عورت شرعی قاعدہ کے مطابق اس کی استطاعت رکھتا ہے اس پر بلا تاخیر ایک مرتبہ حج کی ادائیگی ضروی اور لازم ہے ۔ یہ بھی معلوم ہے کہ اسلام کا دوسرا رکن نماز اور تیسرا رکن روزہ دونوں جسمانی عبادت ہیں اور چوتھا رکن زکوۃ محض مالی عبادت اور حج مالی اور بدنی دونوں طرح کی عبادت ہے اور اس میں جہاد بالنفس والمال اور ہجرت کے اوصاف وخصائص بھی پائے جاتے ہیں ۔

احادیث نبویہ میں حج کے مصالح اور حکما سرار و رموز پر بہ بھی عربی اور اردو زبان میں مستقل طور پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا ۔ نماز روزہ اور زکوۃ کی طرح حج وعمرہ کے بھی آداب وقواعد وقیود شرائط ارکان فرائض واجبات ومندوبات مکروہات وممنوعات اور مفسدات ہیں جن کو جانے اور سیکھے سمجھے بغیر حج صحیح طریقے پر ادا ہو ہی نہیں سکتا ۔ طلبہ وعلماء دین فقہ وحدیث کی کتابوں میں کتاب الحج بار بار پڑھتے اور پڑھاتے ہیں لیکن مسائل پر کامل عبور اوان کا صحیح احاطہ وفہم حج کی سعادت حاصل ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے ۔

مسلمانوں کے ہر مکتب فکر کے علماء اپنی زبانوں میں عوام خواص عازمین حج کے لئے حج کے مسائل پر مشتمل رسائل اور کتابیں لکھتے چلے آئے ہیں اور آئندہ بھی لکھتے رہیں گے ۔ سب کی کوشش اس بات کی ہوتی ہے کہ ان کا مرتبہ رسالہ جامع اور آسان زبان میں ہو نیز اس ترتیب بھی نہایت آسان اور عمدہ ہوتا کہ اس زبان کے معمولی جاننے والے اور کم فہم عازمین حج میں بھی ان کو بخوبی سمجھ عمل لاسکیں ۔

علماء اہل حدیث نے بھی اپنے اپنے زمانوں میں اس موضوع پر متعدد مختصر اور بسوط رسالے اور کتابیں لکھی ہیں جن میں سے کئی ایک ناپید ہوچکے ہیں اور جو ملتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے بھی کتاب وسنت کے مطابق فقہ اہل حدیث کی روشنی میں حج وعمرہ پر ایک جامع اور آسان زبان میں رسالہ کی ضرورت محسوس ہو رہیہ تھی ۔ اسی ضرورت کے پیش نظر محترم المقام مولانا مختار احمد صاحب سلفی ندوی خطیب جامع مسجد اہل حدیث بمبئی نے اس موضوع پر ایک متوسط لیکن جامع رسالہ مرتب کرنے کی سعی محمود کی ہے ۔ اس رسالہ کے کچھ حصے کا مجھے سفر حج میں مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران سننے کا اتفاق ہوا تھا اور اب بیشتر حصے پر نظر ثانی اور جزوی ترمیم کا موقع ملا ۔ اللہ تعالی ان کی اس مخلصانہ سعی کو قبول فرمائے اور عازمین حج کو اس سے بیش از بیش فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے اور مصنف رسالہ ہذا کے ساتھ ناچیز راقم السطور کو بھی اجر جزیل عطا فرمائے آمین

دولت کے پجاریوں کیمونسٹوں ملحدین وبیشتر متنورین جونام کے مسلمان ہیں ان کے سواہر خاص وعام مسلمان مرد وعورت کے دل میں بیت اللہ اور مسجد نبوی کی زیارت کا بے پناہ

جذبہ اورحج کی شدید تمنا ہوتی ہے۔ اگر حکومتوں کی کی طرف سے ان کے اپنے ملکی واقتصادی مصالح کی بنا پرحج کے سلسلہ میں کلی مختلف قسم کی جزئی پابندیاں نہ ہوں تو بشمول نفلی حج کرنے والوں کے فریضہ حج ادا کرنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد میں ہر سال حیرت انگیز بلکہ اتنا اضافہ ہوتا رہے کہ حمین شریفین کے موحد اورفرض شناس حکومت کے لئے اس بے مثل عظیم دینی اجتماع کا کماحقہ نظم کرنا اور سنبھالنا مشکل ہوجائے۔

ہندوستان میں حج کمیٹی طرف سے نفلی حج یاحج بدل کرنے والوں پر جزئی اور موقت پابندی بظاہر ٹھیک نہیں معلوم ہوتی مگر مسلمانان ہند کو جیسے کچھ مسائل درپیش ہیں اوران کے ملی اوردینی علمی ادارے محض مالی کمزوری کی وجہ سے جس کس مپرسی کے عالم میں بتلاہیں ان کے پش نظر یہ پابندی ہمارے خیال میں چنداں قابل اعتراض نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک مستطیع مسلمانوں کازیادہ اہم ہے۔ ان اہم ضروری اجتماعی مصارف میں حلال کمائی خرچ کرنے کا ثواب انشاء اللہ نفلی حج کے ثواب سے کم نہیں ہوگا۔ کاش نفلی حج کے شائق سرمایہ دار مسلمانوں کواس شعوریااحساس ہوتاہے!!

رفتہ رفتہ حج کے معاملہ میں اکثر عازمین حج (الاماشاء اللہ) میں نام ونمودشہرت طلبی اسراف وتبذیر اورحج کے ضمن میں غیر مقصود جائز تجارت کانہیں بلکہ بلیک اوراسمگلنگ کارجحان بڑھتا جارہاہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں ان حج خالص شرعی عبادت باقی نہیں رہتا بلکہ اسراف وتبذیر اورنام ونمود کے جذبہ کی وجہ سے محض سیر وسیاحت اورناجائز تجارت کاذریعہ بن کر رہ جاتا ہے۔ ان حجاج کافضولیات میں ہزار ہاہزار بعض کالاکھ سے بھی زائد کاخرچ کردینا اورحج کے لئے اتنی بڑی غیر ضروری رقم کی فراہمی کا انتظام کرناپھر بطور فخر کے ملنے جلنے والوں سے بیان کرنا کہ ہم نے حج میں اتنا خرچ کیا شرعا وعقلا انتہائی معیوب غلط اور قبیح وشنیع کام ہے۔

پورا عرب یورپ امریکہ ایشیا (چین وجاپان وغیرہ ممالک) کی مصنوعات کی منڈی ہے۔ ان ملکوں کی غیر ضروری مصنوعات کی خرید میں مسلمانوں کا اپنی بڑی کمائی خرچ کردینا عقلا درست ہے نہ شرعا۔ کاش عازمین حج اس حقیقت کو سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی نیک سمجھ دے۔ حرمین کا تحفہ عرب کی صرف کھجوریں اور آب زمزم ہے۔اپنے قرابت داروں دوستوں عزیزوں بزرگوں کے لئے یہی دوچیزیں بطور تحفہ کے کافی ہیں۔

نمازروزہ اورزکوۃ کی طرح حج کے کچھ مسائل میں بھی مذاہب اربعہ کا باہمی اختلاف موجوج ہے۔ کمالایخفی علی من درس مسائل الحج والعمرۃ علماء اہل حدیث محققین کے درمیان مسائل میں اختلاف ناگزیر ہے۔

ایک عام مسلمان عازم حج کوان کے اختلاف میں دلچسپی نہیں لینا چاہیے اورنہ اس اختلاف سے گھبرانا چاہیے بلکہ جس عالم کی تحقیق پراس کے ورع وتقوی اورتبحر فی العلم کی وجہ سے اس کواطمینان قلب ہواس پر عمل کرے اورکسی سے الجھ کراپناوقت ضائع نہ کرے۔

عام علماء ہندپاک بحری سفر کرنے والے ہندوپاک کے عازمین حج کوساحل جدہ سے دور دودن کی مسافت پر جہاز ہی میں احرام باندھنے کا حکم دیتے آئیے ہیں اوریہی عام حجاج ہندپاک کامعولی بہ بھی ہے لیکن ہمارے نزدیک محقق یہ ہے کہ ان عازمین حج کے لئے جدہ پہنچنے سے پہلے احرام باندھنا ہرگزضروری نہیں ہے۔ ان حاجیوں کی سمندر میں کہیں بھی یلملم کے پہاڑ سے محاذات نہیں ہوتی۔ یلملم پہاڑ سے محاذات نہیں ہوتی۔ یلملم سے ان کی محاذات معتبرہ واقعیہ جدسے بھی کچھ آگے ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ کوئی منصوص میقات مکہ سے دومرحلہ سے کم پرواقع نہیں بڑھنا چاہیے۔ واللہ اعلم

متمع کوطواف زیارت (طواف افاضہ) کے بعد سعی صفاومروہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ ہمارے نزدیک وجوباولزنا احتیاط اسی میں ہے کہ سعی کرلینی چاہیے عمروالی سعی کافی نہیں ہوگی۔

حج سے فارغ ہوتنتے کے بعد تنعیم یاجعرانہ جاکر عمرہ کا احرام باندھنا اور عمرہ کرنایعنی : باربار چھوٹا یا بڑا عمرہ کرنے کومشروع ومسنون سمجھ کر عمل میں لانا آنحضرت ﷺ سے حکما ثابت ہے نہ عملانہ تقریرا۔ اورنہ صحابہ وکرام وتابعین عظام ہی سے منقول ہی ہے۔

مزدلفہ کی رات میں عشاء کی نماز بعد صبح صادق طلوع ہونے تک کسی سنت اور نفل نمازپڑھنے کا ثبوت نہیں ہے بلکہ صحابہ نے اس کی نفی کی ہے۔ نمازوترجس کادرجہ نفل وسنت سے اونچاہے نہ توخاص طور پراس کی نفی مرودی ہے نہ اثبات لیکن آنحضرت ﷺ سفروحضر میں کہیں بھی وترکی نماز نہیں چھوڑتے تھے اس لیے مزدلفہ کی شب میں فرض عشاء کی بعد وتر

کاپڑھ لینامناسب ہے۔ ہذاما عندی واللہ اعلم

عورت کابغیر ذی محرم ابدی یابغیر شوہر کے حج کے لئے نکلنا شرعاجائزنہیں ہے۔ جن ائمہ یاعلماء اہل حدیث نے بوڑھیایاغیر بوڑھیاکوذی محرموں یاشوہروں کے ساتھ جانے والی عورتوں کی معیت ورفاقت میں حج کوجانے کی اجازت وفتوی دیاہے اس کی بنیادرائے وعقل ہےاورحدیث کے خلاف ہے۔ مکتوب

ج: صورت مسؤلہ میں یعنی جبکہ مکہ معظمہ جانے سے اصل مقصود بزنس ہواورحج کی نیت محض ضمنی ہواس طرح ہر سال مکہ معظمہ جاناجائزتوہے مگرحج کی موعودمذکورہ فی الاحادیث ثواب کااستحقاق نہیں ہوگاواللہ اعلم

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الحج

صفحہ نمبر 175

محدث فتویٰ